اسلام کا نظامِ عفّت و عصمت

از

(جناب مولوی محمد ظفیر الدین صاحب استاذ دار العلوم معینیہ سانچہ)

(۲)

پاکیزہ نفس عورتوں کے امتیاز کی ضرورت کوئی ذی عقل اس بات سے انکار نہیں کرسکتا، کہ مختلف طبیعتوں کے لوگ ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں، جہاں نیک لوگ بستے ہیں وہیں کچھ بد طینت لوگوں کا بھی بسیرا ہوتا ہے جو ہر وقت ٹوہ میں ہوتے ہیں اور جن کی نگاہیں بیباک ہوتی ہیں، اور اس جماعت میں مرد و عورت دونوں شریک ہیں، مگر جو لوگ اس طرح کے ہوتے ہیں، وہ اپنے رہن سہن اور طور و طریقہ کے اعتبار سے بڑی حد تک جانے پہچانے جاتے ہیں، بدکار مرد ان عورتوں کو خواہ مخواہ چھیڑنے کی جرأت کرتے ہیں جن کے متعلق ان کو کسی رنگ ڈھنگ سے معلوم ہو جائے، کہ یہ دوسری قبیل سے ہیں، اس لئے اسلام جب آیا اور واقعات بھی اس طرح کے پیش آئے تو ارشادِ ربانی ہوا،

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ	اے نبی اپنی عورتوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں
وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ	سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں نکالیں
مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ	اس میں زیادہ امید ہے کہ وہ پہچانی پڑیں گی تو ان کو کوئی نہ
فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا	ستائے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے
رَّحِيمًا (احزاب - ۸)	

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ پاکدامن اور مومن عورتیں اپنا دوپٹہ باضابطہ رکھ لیا کریں، جن سے نمایاں طور پر معلوم ہو کہ یہ شریف طبقہ کی عورتیں ہیں، زناکار اور بدچلن نہیں ہیں، تاکہ فاسق اور بدکار مردوں کو معلوم رہے اور وہ اپنی شرارت کی وجہ سے ان کو چھیڑنے کی ہمت نہ کریں۔

دستور بھی کچھ ایسا ہی ہے، کہ وہ عورتیں جو خاص طرز کا لباس پہنتی ہیں، یا خاص طور پر بن سنور کر نکلتی ہیں اور اپنی خوبصورتی اور زینت کا اعلان کرتی ہیں ان کے متعلق آج تک مرد کوئی اچھی رائے نہیں رکھتے، اور جو مرد دوسرے قماش کے ہوتے ہیں، موقع پاکر آنکھ لڑانے کی سعی کرتے ہیں، بخلاف ان عورتوں کے، جن کو اپنی عزت و آبرو کا پاس رہتا ہے، عصمت مآب اور دیندار ہوتی ہیں ان کے رہن سہن ہی سے یہ بات نمایاں ہوتی ہے اور کوئی بھول کر بھی ان سے الجھنے کی کوشش نہیں کرتا، اس آیت کے ضمن میں مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں، روایات میں ہے اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی، اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہئے۔"

عہد نبوی میں امتیازی لباس کا حکم

عہد نبوی میں بھی کچھ بدمعاش یہودی اور منافق اس طرح کے تھے جو عورتوں کو چھیڑا کرتے تھے اور دوسری قسم کی عورتوں کے ساتھ بعض پاکدامن شریف عورتیں بھی ان کی چھیڑ چھاڑ سے نہیں بچتی تھیں، دوپٹہ اور چادر بڑھا کر آپ نے لباس میں امتیاز پیدا کر دیا۔ اس امتیاز پیدا کر دینے کے بعد خود رب العالمین نے فرمایا۔

لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ	اگر منافق لوگ اور جن کے دلوں میں روگ ہے باز نہیں
فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ	آئے اور نہ جھوٹی خبریں مدینہ میں اڑانے والے باز آئے
فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ	تو بلاشبہ ہم تم کو ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہ تیرے
لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا	ساتھ تھوڑے دنوں کے علاوہ شہر میں رہنے نہ پائیں گے۔

اس امتیازی شان کے بعد بھی اگر کسی بد طینت نے کسی پاکدامن عورت کو چھیڑا تو اس کو معاف نہیں کیا جائے گا، اور عہد نبوی میں ایسا ہی ہوا، یہودی جلاوطن ہوئے۔

کہنا یہ ہے کہ اولاً تو قرآن کا مطالبہ ہے کہ عورتیں بغیر ضرورت گھر سے باہر نہ پھریں، جیسا کہ قرآن کی اس سلسلہ کی پہلی آیت (وقرن فی بیوتکن) میں اشارہ گذرا، بلکہ قرآن کا صراحتاً حکم گذرا ہے، ارشاد

نبوی ہے۔

ان المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفہا الشیطان واقرب ما تکون برحمۃ ربہا وھی فی قعر بیتہا (ابن کثیر ص۲۸۴ ج۳) — عورت ستر ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے اور اس کے لئے اپنے گھر کے گوشہ میں ہی رہنا باعث رحمت الٰہی ہے۔

گھر سے باہر آنے کے شرعی آداب ثانیاً قرآن پاک کا مطالبہ ہے کہ اگر ضرورت کی وجہ سے ان کو نکلنا ہی پڑے تو نگاہیں پست رکھیں، اور شہوت کے مقام سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں مثلاً مرد و عورت کا ملا جلا کلب گھر اور مخلوط سوسائٹی، سینما، تھیٹر، اور اس طرح کی دوسری جگہوں سے مکمل اجتناب رکھیں، جس کا حکم قُل لِّلمُؤمِنَاتِ یَغضُضنَ مِن اَبصَارِہِنَّ الخ میں گذرا، پھر یہ کہ نکلیں تو ستر کو چھپا کر، اور آزاد عورت کا سارا بدن ستر ہے، بجز ہتھیلی اور چہرہ کے، جس کا ذکر لَا یُبدِینَ زِینَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنہَا میں ہے، ثالثاً باہر نکلیں یا کسی کے سامنے آئیں تو چادر (دوپٹہ) اوپر سے ڈال لیں، اور بدن کا رنگ و خراش ظاہر نہ ہونے دیں، جیسا کہ ابھی آیت گذری یُدنِینَ مِن جَلَابِیبِہِنَّ اور دوسری جگہ قرآن پاک نے اعلان کیا

وَلیَضرِبنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوبِہِنَّ (نور ۴) — اور اپنی اوڑھنی عورتیں اپنے گریبان پر ڈال لیں

دوپٹہ ڈالنے کا طریقہ خمار لغت میں اس دوپٹہ کو کہتے ہیں جس کو عورت اپنے سر پر ڈالتی ہے، سلف صالحین نے بیان کیا ہے کہ سر پر سے لا کر سینوں پر اس طرح ڈالا جائے کہ جسم کے ابھار اور مواضع زینت میں سے کوئی حصہ نظر نہ پڑے اس طرح ہرگز نہ ہو کہ دوپٹہ کا آنچل پیچھے کی طرف ڈال لیا جائے جس سے سینہ کا ابھار نہ چھپ سکے بلکہ اس میں اور ابھار پیدا ہو جائے، جیسا کہ جاہلیت کے دور میں رواج تھا، اور جس کو اسلام مٹانے آیا تھا، یہاں یہ حکم ہے کہ قمیص کے اوپر دوپٹہ اس طرح ڈالا جائے کہ پوری ستر پوشی ہو سکے،

ہمارے شعراء کرام کے یہاں جوبن کے ابھار کو جو جگہ حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں اور طبعاً سنیز شعراء وغیرہ کا تازہ کردہ احساس بسا اوقات آدمی کو اس ابھار کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اس لئے موجودہ دور میں اور بھی ضرورت ہے کہ اس کی پوری ستر پوشی عمل میں لائی جائے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی

فرماتی ہیں

یرحم اللہ نساء المھاجرات الاول	اللہ اول ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائیں جب یہ آیۃ
لما انزل اللہ (ولیضربن الخ) شققن	کا حکم نازل ہوا تو انھوں نے اپنی چادریں پھاڑ پھاڑ
مروطھن فاختمرن بھا (ابن کثیر ص۲۸۴ ج۳)	کر دوپٹہ بنالیا۔

ابن کثیر نے اور بھی بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں اس آیت پر پورا پورا عمل کیا گیا۔

اظہار زینت خفی کی ممانعت | رابعاً نکلیں تو کوئی ایسی حرکت نہ ہونے پائے جس سے زینت کا اظہار ہو سکے یا دوسروں کی توجہ اس کی طرف کھنچ سکے، نہ ظاہری طور پر ایسی بات ہو اور نہ باطنی طریقہ پر، بلکہ ہر طرح ظاہر وباطن پاک ہو، باطن کے متعلق تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُورُ	وہ آنکھوں کی چوری اور دلوں کے بھید کو جانتا ہے

اور ظاہر کے متعلق ہدایت فرمائی

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ	اور عورتیں اپنے پاؤں کو زمین پر نہ ماریں کہ ان کی مخفی زینت
مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا	جانی جائے۔ اور اے ایمان والو سب مل کر اللہ کی طرف
اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (نور-۴)	توبہ کرو تاکہ تم بھلائی پاؤ۔

عورتیں عموماً پاؤں میں مختلف اور متعدد زیورات پہنا کرتی ہیں، بعض زیور بنا ہی اس طرح جاتا ہے کہ جب عورتیں اس کو پہن کر چلیں گی اس میں آواز پیدا ہوگی جیسے گھونگرو وغیرہ اس طرح کے زیورات بالکل ممنوع ہیں شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے، اور بعض زیور خود تو نہیں بجتے ہیں، ہاں دوسرے زیور میں ٹکرا کر آواز کرتے ہیں جیسے چھڑا اور کڑا وغیرہ اس طرح کے زیورات گو پہننا جائز ہیں مگر احتیاط کا حکم ہے کہ چلنے میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر آواز نہ پیدا کریں پھر ان کو پہننے اور پہن کر چلنے میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ ان کی چمک دمک دوسروں کی آنکھوں کو خیرہ نہ کر رہی ہوں کیونکہ آواز ہو یا چمک دمک بسا اوقات یہ بھی باعث فتنہ وفساد بن جاتی ہے۔

اس سے یہ بات بھی بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ جب زیورات کے اخفا کا حکم ہے، اور

ان کی آواز کے متعلق احتیاط اور ممانعت کا حکم ہے، تو جن اعضا میں یہ زیورات پہنے جاتے ہیں، ان کے اخفا کا تو بدرجہ اولیٰ حکم ہوگا، اور شریعت میں ان اعضا کے ستر کا تاکیدی حکم ہے بھی، پس معلوم ہوا کہ زیورات اور ان کے اعضا سب کی ستر پوشی کا حکم ہے،

خوشبو مل کر نکلنے کی ممانعت | اس آیت میں جو علت بیان کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوا، کہ کوئی ایسی بات نہ کی جائے، کہ وہ دوسروں سے عورت کی مخفی باتوں کی چغلی کرتی ہو، یا ان کو عورت کی طرف متوجہ کرتی ہے، لہذا معلوم ہوا، خوشبو اور عطر اور سینٹ لگا کر گھر سے باہر نہ نکلیں، حدیث میں عورتوں کے لئے مسجد کی اجازت مذکور ہے، مگر وہاں بھی گو وہ عبادت کے لئے خدا کے گھر میں حاضر ہو رہی ہیں، خوشبو مل کر نکلنے کی اجازت نہیں ہے، بلکہ ہدایت ہے کہ کپڑوں میں بھی چمک دمک تک نہ ہو، معمولی اور استعمال کے کپڑوں میں مسجد آئیں[1]، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عورتوں کو اگر ضرورت کی وجہ سے نکلنے کی حاجت ہو تو اس طرح نکلیں کہ وہ دوسروں کے لئے جاذب نظر نہ ہوں، ایک حدیث ہے

کل عین زانیۃ والمرأۃ اذا استعطرت فمرت بالمجلس فھی کذا وکذا یعنی زانیۃ (ترمذی) ہر آنکھ زانیہ ہے اور عورت جو خوشبو لگا کر کسی مجلس پر گذرتی ہے، وہ بھی زانیہ ہے،

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک عورت سے ملاقات ہوگئی، جس سے خوشبو پھوٹ رہی تھی، دریافت فرمایا، مسجد سے آرہی ہیں؟ بی بی صاحبہؓ نے کہا، ہاں، فرمایا خوشبو ملے ہوئی ہیں؟ انھوں نے کہا، جی ہاں فرمایا میں نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوتے سنا ہے کہ جو عورت خوشبو لگا کر مسجد میں آتی ہے، اس کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ہے، چنانچہ وہ پلٹی ہیں تو اپنے کپڑوں کو خوب اچھی طرح دھویا[2]

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الرافلۃ فی الزینۃ فی غیر اھلھا کمثل ظلمۃ یوم القیامۃ لا نور لھا (ابن کثیر ص۲۸۶ ج۳) اپنے اہل و عیال کے سوا دوسرے لوگوں میں بن سنور کر جانا ایسا ہے جیسے قیامت کے دن کی تاریکی، جس کے لئے کوئی روشنی نہیں

[1] اس سلسلہ میں میری کتاب "اسلام کا نظام مساجد" کا یہ باب دیکھیں ۱۲ منہ [2] ابن کثیر ص۲۸۶ ج۳

عام گذرگاہ سے اجتناب کا حکم | اوپر جو آیت ذکر کی گئی اس سے یہ بھی کنایۃً معلوم ہوا کہ فتنہ سے بچنے کی خاطر صدر راستہ سے نہ گذریں جہاں مردوں کی ریل پیل ہو، بلکہ وہ کنارے سے ہو کر گذر جائیں، مسجد میں جہاں ان کو حاضری کی اجازت ہے وہیں ان کو حکم ہے کہ پچھلی صف میں ملیں، حدیث میں صراحت ہے

خیر صفوف النساء آخرها وشرها | عورتوں کے لئے بہترین صف اس کی پچھلی صف ہے اور

اولها رواہ مسلم (ریاض الصالحین ۵۵۰) | اس کی اگلی بدترین صف ہے

اور مردوں کے لئے اسی حدیث میں مذکور ہے کہ ان کے لئے بہترین صف پہلی ہے اور بدترین آخری اسی طرح مسجد سے واپسی میں ہدایت تھی کہ عورتیں پہلے آجائیں تب مرد مسجد سے چلیں، اور یہ کہ اگر مردوں کا ساتھ ہو جاتے تو راستہ کے کنارے ہو جائیں، ایک دفعہ ایسا ہو گیا تو آپ نے فرمایا۔

استاخرن فانه ليس لكن ان تحققن | عورتیں پیچھے ہو جائیں

الطريق عليكن بحافات الطريق (ابن کثیر ۲۸۶) | عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ راستہ کے کنارے سے چلیں

اس حکم کے بعد عورتوں کا اسی پر عمل رہا، اس طرح چلتی تھیں کہ ان کا کپڑا دیوار سے لگتا ہوتا،

اسلام میں احترام عفت | آج کون ایسا عقلمند ہے جس کو دنیا کا تھوڑا بہت بھی تجربہ ہوا ور وہ ان ہدایات کی حکمتوں کا انکار کر دے، جو قوم اور جماعت ان ہدایات کو نہیں برتا کرتی ہے، وہاں عفت وعصمت خطرہ میں گھر جاتی ہے جس کی خبریں رات دن ہم اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں، صدق لکھنؤ کا فائل دیکھ جائیے اس میں اس طرح کی سینکڑوں خبریں مل جائیں گی۔

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ بغیر قصد و ارادہ بھی نوجوان تیر نظر کا شکار ہو جاتے ہیں، اور اداتے جاناں پر فریفتہ ہو کر جان کی بازی لگا دیتے ہیں، اسلام نے فروع سے صرف نظر کیا ہے مگر اصل حقیقت کو خوب سمجھا ہے، اور ان تمام راہوں پر آہنی دیوار کھینچ دی ہے، جن سے فتنوں کے داخلہ کا خطرہ ہو سکتا ہے، اور اس طرح عفت وعصمت کے دامن کو داغدار ہونے سے بچا لیا ہے،

بات کرنے میں لوچ نہ ہو | اسی حد تک بس نہیں ہے، اسلام نے اس کا حکم بھی دیا ہے، کہ اگر وہ کسی اجنبی مرد سے اپنے شوہر کے علاوہ مجبوراً باتیں کریں، گو وہ پردہ کی اوٹ سے ہو، تو بھی باتوں میں لوچ اور شیرینی پیدا ہونے نہ پائے

تاکہ کسی بدطینت کو شرارت کا موقع نہ ملے، ارشاد ربانی ہے،

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا (احزاب ۴) — اور دب کر باتیں نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہے وہ لالچ کرے اور تم معقول بات کہو

اپنے شوہر کے ساتھ بات کرنے کا جو طریقہ ہے وہ بس اسی کے لئے خاص ہے، دوسروں کے لئے وہ طرز گفتگو اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ غیر سے جو بات کی جائے وہ صاف اور کھلی ہو، عشوہ و ادا کے ساتھ گفتگو ہرگز نہ کی جائے اور گفتگو میں لب و لہجہ خشک ہی رکھا جائے، لگی لپٹی باتیں جس سے مرد کے شیطانی نفس کو حیلہ کی راہ سوجھتی ہے اس سے بالکلیہ اجتناب ضروری ہے۔

محرم کے لئے رعایت | اسلام نے اظہار زینت، بے پردگی، دب کر بات چیت کرنے اور اس طرح کی دوسری چیزوں سے سختی کے ساتھ روکا ہے، البتہ اپنے ان خصوصی رشتہ داروں کے سامنے آنے کی اجازت دی ہے جن کو اپنے خصوصی رشتہ کی وجہ سے طبعاً عورت کے لئے خیر کی خواہش ہوتی ہے، جیسے باپ، اپنا خاص بھائی، اپنا لڑکا، اور اپنا خاص بھتیجا وغیرہ۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ (نور ۔ ۴)

اور اپنی زینت عورتیں نہ کھولیں مگر اپنے خاوند کے لئے یا اپنے باپ کے آگے، یا اپنے خاوند کے باپ کے، یا اپنے خاوند کے بیٹے کے، یا اپنے بھائی کے، یا اپنے بھتیجوں کے۔ یا اپنے بھانجوں کے، یا اپنی عورتوں کے، یا اپنی لونڈیوں کے یا خدمت میں مشغول رہنے والوں کے، جو مرد کہ کچھ غرض نہیں رکھتے، یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی عورتوں کے بھید کو نہیں پہچانا

اس آیت میں جہاں بھائی کا ذکر ہے، اس سے صرف اپنا حقیقی، علاتی اور اخیافی بھائی مراد ہے چچازاد بھائی۔ ماموں زاد بھائی، پھوپھا زاد بھائی اور اس طرح کے دوسرے وہ بھائی مراد نہیں ہیں جن سے

شادی کبھی بھی جائز ہو سکتی ہے ان سے بھی پردہ اسی طرح ضروری ہے جس طرح غیروں سے،

محرم اس کو کہتے ہیں، جس سے کبھی بھی شادی درست نہ ہو، اور ابداء زینت صرف انھی کے سامنے جائز ہے، جو محرم ہیں، ہندوستان اور غیر ملک میں چچازاد اور ماموں زاد بھائی وغیرہ سے جو بے پردگی کا رواج ہے شریعت کے خلاف ہے، بھائی کے لڑکا سے مراد آیت میں اپنا سگا، علاتی اور اخیافی بھائی کا لڑکا ہی مراد ہے دوسرے بھائیوں کے لڑکے مراد نہیں ہے، اسی طرح بہن کے بیٹوں میں صرف حقیقی، علاتی اور اخیافی بہن کے لڑکے شریک ہوں گے، غیر نہیں، اپنی عورتوں سے آیت میں دین کی شریک بہن مراد ہیں کافر عورتوں سے بھی پردہ ضروری ہے کہ وہ بھی اجنبی مرد کے حکم میں داخل ہیں، ہاں کافر لونڈیوں سے پردہ نہیں ہے، غلام بھی اجنبی مرد کے حکم میں ہی ہے، ان سے بھی پردہ ہوگا اگر یہ بالغ ہوں،

مردوں میں جو نابالغ ہوں یا کم عقلی کی وجہ سے عورت مرد کی اس کو تمیز نہ ہو اور نہ عورت سے اس کو کوئی رغبت ہو، ان سے پردہ ضروری نہیں ہے لقبیہ تمام بالغ مردوں سے پردہ عورت کے لئے ضروری ہے گو وہ بوڑھا ہو، عنین ہو یا وہ مجبوب ہو،

حرم کے سامنے ابداء زینت کی اجازت ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ خواہ مخواہ کیا ہی جائے ہاں ان کے سامنے کسی وجہ سے ظاہر ہو جائے تو شرعاً مضائقہ بھی نہیں ہے مگر جن حصوں کا کھولنا جائز ہے وہ ہتھیلیاں اور چہرہ ہے، جیسا کہ اوپر قرآن کی آیت گذر چکی ہے اور زیادہ سے زیادہ محرم کے سامنے وہ اعضاء بھی ضرورتاً کھولے جا سکتے ہیں جن میں زیورات پہنے جاتے ہیں مری مراد کان، بازو اور گردن وغیرہ سے ہے ہاں شوہر سے کسی حصہ کا اخفا ضروری نہیں ہے، البتہ ادب یہ ہے کہ ایک دوسرے کی شرمگاہ نہ دیکھے۔

مخنث عورتوں میں آئے مخنث کو بھی عورتوں میں آنے کی اجازت نہیں ہے، ابتداء میں اجازت تھی، ایک مخنث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آتا تھا، لوگوں کو خیال تھا کہ اس کو عورتوں کی ذات میں کوئی توجہ نہیں، مگر تجربہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کو بھی عورتوں کے حسن و جمال سے مناسبت ہے، چنانچہ وہ بیٹھا ایک دن، کسی عورت کی آمد کا نقشہ کھینچ رہا تھا اس کی خبر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا

الا اری هذا یعلم ما ههنا لا یدخلن   یہ یہاں کی باتیں جانتا ہے اب یہ تمہارے پاس نہ آنے

علیکم (ابن کثیر ص۲۸۵ ج ۳) پاسکے۔

مراھق کے لئے ہدایت | اور اس کے بعد اسے عورتوں میں آنے سے روک دیا گیا، شریعت مطہرہ نے مراھق (یعنی قریب البلوغ) لڑکے کو بھی عورتوں میں آنے کی اجازت نہیں دی اور نہ عورتوں کو ان کے سامنے ابداء زینت کی، مراھق کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ایاکم والدخول علی النساء (مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبہ) عورتوں کے پاس آنے جانے سے پرہیز کرو

شوہر کے عزیز وقریب سے اجتناب | شوہر کے رشتہ داروں کے سامنے ہونے اور مذاق کرنے کا جو رواج ہندوستان میں ہے وہ بھی شریعت کی تعلیمات کے خلاف ہے، وہ شوہر کا بھائی ہو یا کوئی اور عزیز، محرم میں صرف شوہر کا باپ داخل ہے، دوسرا کوئی نہیں، ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شوہر کے عزیز وقریب (جیسے بھائی وغیرہ) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا،

الحمو الموت (مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبہ) شوہر کے رشتہ دار عزیز (بھائی وغیرہ) موت ہیں

کسی مرد سے تنہائی میں نہ ملے | اسلام ان تمام خطروں سے عفت وعصمت کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے، جن سے عفت پر حرف آسکتا ہے، کسی مرد کا عورت سے تنہائی میں ملنا جس قدر خطرہ کا باعث ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے پھر مزید اس سے تہمت جو خواہ مخواہ آئے گی وہ بھی پوشیدہ نہیں، اس لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا، ارشاد نبوی ہے۔

لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثھما الشیطان (مشکوٰۃ ص۲۶۹) کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں نہیں ملتا ہے مگر تیسرا شیطان موجود رہتا ہے

ایسی حالت میں شیطان جانبین کی شہوت میں ابھار پیدا کرنے کی سعی کرتا ہے، اور مرد وعورت دونوں کے قلب میں برائی کا وسوسہ ڈالتا ہے، یہاں کامیابی نہیں ہوتی، تو کسی تیسرے کو بہکاتا ہے کہ ان کے حق میں سوئے ظن کا اظہار کرے، اور اس طرح ناکردہ گناہ میں کلنگ کا ٹیکہ لگانا چاہتا ہے

اس مہذب زمانہ میں برائی کا سبب بہت کچھ یہی طریقہ ہے، کہ عورتیں بے باکانہ تنہائی میں اجنبی مردوں سے ملتی ہیں، اور باتوں بات میں مرد وعورت پر اپنی محبت کا غلط سکہ بٹھانا چاہتا ہے

جن کے شوہر گھر میں نہیں ان کے ہاں جو | ایک حدیث میں ہے کہ ان عورتوں کے پاس ملنے کے لئے نہ جایا کرو، جن کے شوہر گھر میں نہیں ہیں، اور اس ممانعت کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ شیطان خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شہوت میں تحریک پیدا کردے،

فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم (مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۹) — اس لئے کہ شیطان تم میں خون کے دوڑنے کی طرح دوڑتا رہتا ہے

اسی حدیث میں ہے کہ راوی نے خود ذات بابرکت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے فرمایا مرا بھی یہی حال تھا، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شیطان پر مجھے غلبہ حاصل ہوگیا اور اب اس سے ہر طرح محفوظ ہوں

ومنی ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم (مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۹) — اور مرا بھی یہی حال تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اعانت فرمائی اب وہ تابع ہے

ان حدیثوں کی روشنی میں مرد وعورت کی باہمی کشش کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے موجودہ دور میں جو کچھ فتنے پیدا ہوتے رہتے ہیں ان سے بھی اس کی پوری تائید ہوتی ہے اور ہر ذی عقل حدیث کے اس نقطہ نظر کے ماننے پر مجبور ہے

جدید تحقیقات ہماری تائید میں | اب تک اس باب میں قرآن پاک احادیث اور عقل [illegible] کی روشنی میں بحث کی گئی مگر کچھ لوگوں کی اس وقت تک تسکین نہیں ہوتی، جب تک وہ اہل یورپ کی رائے نہیں ملاحظہ کر لیتے چنانچہ ایسے روشن خیال طبقہ کے لئے انسائیکلوپیڈیا وغیرہ کے حوالہ سے کچھ اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے ہمارے مطمح نظر کی مزید تائید ہوتی ہے۔

رومن امپائر جو تمام یورپ کی ماں ہے اور جو حکومت تمدن وتہذیب کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھی، یہاں رومن امپائر میں بھی عروج وترقی کے زمانہ میں عورتیں پردہ ہی میں رکھی جاتی تھیں، ان کو باہر کے کاموں سے کوئی مناسبت نہ تھی، انیسویں صدی کی انسائیکلوپیڈیا میں مذکور ہے

"رومانیوں کی عورتیں بھی اسی طرح کام کاج پسند کرتی تھیں، جس طرح مرد پسند کرتے ہیں، اور وہ اپنے گھروں میں

کام کرتی رہتی تھیں، ان کے شوہر اور باپ بھائی صرف میدان جنگ میں سرفروشی کرتے رہتے تھے، خانہ داری کے کاموں سے فراغت پانے کے بعد عورتوں کے اہم کام یہ تھے، کہ وہ سوت کاتیں اور اون کو صاف کر کے اس کے کپڑے بنائیں، رومانی عورتیں سخت پردہ کیا کرتی تھیں، یہاں تک کہ ان میں جو عورت دایہ گیری کا کام کرتی تھی، وہ اپنے گھر سے نکلتے وقت بھاری نقاب سے اپنا چہرہ چھپالیتی اور اس کے اوپر ایک موٹی چادر اوڑھتی جو ایڑی تک لٹکتی رہتی پھر اس چادر پر بھی ایک عباء اور اوڑھی جاتی جس کے سبب سے اس کی شکل کا نظر آنا تو کیا جسم کی بناوٹ کا بھی پتہ لگنا مشکل ہوتا تھا۔[1]

عورتوں کی بے پردگی کا نتیجہ اس دور میں اس ملک اور قوم کی ترقی و عروج کا آفتاب نصف النہار پر تھا، تمام شعبہ ہائے زندگی میں سب سے فائق تھے، مگر ٹھیک یہی زمانہ تھا کہ ان کو عیش پرستی اور لہو لعب کا شوق پیدا ہوا اور پھر اس سلسلہ میں مردوں نے اپنی ہر مجلس نشاط میں عورتوں کو شریک کرنا چاہا، کہ ان کے بغیر مجلس سونی اور بے رونق معلوم ہورہی تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ عورتوں کو پردہ کی قید سے باہر نکالا، اور ان کے دامن عصمت کو داغدار بنانے کی سعی کی، اور کچھ ہی دنوں میں ان کی عورتیں ناچ ورنگ کی محفلوں میں کھل کر آگئیں پھر رومانی حکومت کا کیا حشر ہوا؟ کہ بربادی شروع ہوگئی، اور ساری عظمت و شوکت کی عمارت زمین پر آگئی اور بلاشبہ اس بربادی کا بڑا سبب عورتوں کی آزادی ہی تھی، تاریخ کی روشنی میں علامہ فرید وجدی تحریر فرماتے ہیں۔

"مگر بات یہ ہوئی کہ جب انھیں بے پردہ بنایا گیا تو باقتضائے فطرت مرداں پر مائل ہونے لگے اور اس کے لئے آپس میں کٹنا مرنا شروع کر دیا، یہ ایک ایسی سیاسی حقیقت ہے جس کے ماننے میں کوئی شخص بحث ہی نہیں کرسکتا ہے"[2]

علامہ لوئس بیرول نے ریویو آف ریویوز جلد ۱۱ میں "پولیٹیکل فساد" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے، اس میں کہتا ہے "کہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی بنیادیں منہدم کرنے میں سب سے زبردست کارکن عورت رہی ہے"[3]

پھر آگے چل کر رقمطراز ہے۔

---

[1] مسلمان عورت صفحہ ۱۵۶ [2] ایضاً صفحہ ۱۵۸ [3] ایضاً

"رومانی جمہوری حکومت کے پچھلے دور میں مدبرانِ سلطنت اور اعیان مملکت نازک مزاج اور عیش پسند عورتوں کی صحبت بہت پسند کرنے لگے تھے، اور ایسی عورتیں ان دنوں بکثرت پائی جاتی تھیں"[1]

مرد و عورت کے آزادانہ میل جول کا انجام پھر عورتوں کے بے پردہ ہونے اور آزادی پانے کے بعد ملک کی کیا حالت ہوئی تاریخ میں پڑھیے، عورتوں کی آزادی کی وجہ سے ملک کا اخراجات بہت زیادہ بڑھ گیا، فتنہ و فساد کے چشمے اُبلنے لگے، ان کے اخلاق و اعمال نے تعفن پیدا کر دیا، اور پھر ہوا یہ کہ

"عورت و مرد کے اس آزادانہ میل جول کی وجہ سے روما والوں میں جیسی کمینہ عادتیں اور گندہ خصلتیں پیدا ہو گئی تھیں مرا قلم ان کے لکھنے سے شرماتا ہے، جن سے ان کی ہمتیں مردہ ہو گئیں، ارادے پست ہو گئے اور طبیعتوں میں کمینہ پن آگیا، پھر تو ان میں باہمی چشمک اور خونریزی و خانہ جنگی کا زور ہوا، اور یہ فساد اس قدر بڑھا کہ انسانیت اور اخلاق کا ان میں نام تک نہیں رہ گیا"[2]

یہ ایک تاریخی واقعہ تھا، جو آپ کے سامنے پیش کیا گیا، مگر عرض یہ کرنا ہے، کہ عورتوں کے متعلق حجاب کا جو خداوندی قانون ہے، تجربات کی روشنی میں اہل یورپ کے بڑے بڑے علماء نے بھی اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے، چنانچہ فلسفہ حسی کا موسس اگسٹ کونٹ اپنی مشہور تصنیف "النظام السیاسیہ علی حسب الفلسفۃ الحسیہ" میں لکھتا ہے۔

"جس طرح ہمارے زمانہ میں عورتوں کی سوشیل حالت کے متعلق خیالی گمراہیاں پیدا ہو رہی ہیں اسی طرح تغیر نظام تمدن اور آداب معاشرت کے ہر ایک دور میں پیدا ہوتی رہی ہیں مگر وہ لاز آف نیچر جو جنس محب (عورت) کو منزلی زندگی کے لئے مخصوص رکھتا ہے، اس میں کبھی کوئی اہم تغیر واقع نہیں ہوا، یہ قانون الہی اس درجہ صحیح اور محقق ہے کہ گو اس کی مخالفت میں سیکڑوں باطل خیالات قائم ہوتے رہے مگر بغیر کسی نقصان یا تغیر کے سب پر غالب آتا رہا ...... مردوں کے مشاغل میں عورتوں کی شرکت سے جو خوفناک نتائج اور فساد پیدا ہو رہے ہیں، ان کا علاج یہی ہے، کہ دنیا میں جنس عامل (مرد) پر جنس محب (عورت) کے جو مادی فرائض ہیں، ان کی حد بندی اور تعیین کر دی جائے مرد پر واجب ہے کہ عورت کے تغذیہ کا انتظام کرے یہی وہ قانون طبعی اور ناموسِ الہی ہے، جو جنس محب کی اصلی زندگی کو منزلی دائرہ میں محدود کرتا ہے، یہی وہ قاعدہ ہے جو ہیئت اجتماعی کے خوفناک و ہیبت اشکال کو احسن و اکمل کر دیتا ہے، یہی وہ قانون ہے جو عورت کو اپنے طبعی جذبات سے ترقی نوع انسانی ...

---

۱ مسلمان عورت ص۱۵۹ ۲ ایضاً ص۱۶۶ ۳ مسلمان عورت ص۶۴ و ص۶۵